Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۲۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعرات

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

فی پرچہ ۵ پیسے

قیمت

جلد ۶۶/۳۱	۳ شعبان ۱۳۹۷ھ ۲۱ وفا ۱۳۵۶ہش ۲۱ جولائی ۱۹۷۷ء	نمبر ۱۶۳

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۱ وفا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے

احبابِ جماعت التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے ہمیشہ اپنی حفاظتِ خاص میں رکھے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نرا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے

حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوعِ انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے

"یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا، نقب زنی نہیں کی، چوری نہیں کرتا۔ بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہوں میں قابلِ قدر ہو بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوعِ انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔ اسی لئے یہاں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔

یہ خوب یاد رکھو کہ نرا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ بہت سے ایسے لوگ موجود ہوں گے جنہوں نے کبھی زنا نہیں کیا، خون نہیں کیا، چوری نہیں کی۔ ڈاکہ نہیں مارا اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی صدق و وفا کا نمونہ انہوں نے نہیں دکھایا یا نوعِ انسان کی کوئی خدمت نہیں کی اور اس طرح پر کوئی نیکی نہیں کی پس جاہل ہوگا وہ شخص جو ان باتوں کو پیش کر کے اسے نیکوکاروں میں داخل کرے۔۔۔ خدا تعالیٰ نے کبھی اس بات کو پسند نہیں کیا کہ صرف بدچلنی نہ کرنے والا اس کے اولیاء میں داخل ہوا ہو۔ بدچلنی کرنے والے، چوری یا خیانت کرنے والے، رشوت لینے والے کے لئے عادت اللہ میں ہے کہ اُسے یہاں سزا دی جاتی ہے۔ وہ نہیں مرتا جب تک سزا نہیں پا لیتا۔

تقویٰ ادنیٰ مرتبہ ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی برتن کو اچھی طرح سے صاف کیا جاوے تا کہ اس میں اعلیٰ درجہ کا لطیف کھانا ڈالا جائے۔ اب اگر کسی برتن کو خوب صاف کر کے رکھ دیا جائے لیکن اس میں کھانا نہ ڈالا جائے تو کیا اس سے پیٹ بھر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! کیا وہ خالی برتن طعام سے سیر کر دے گا؟ ہرگز نہیں! اسی طرح پر تقویٰ کو سمجھو۔ تقویٰ تو صرف نفسِ امّارہ کے برتن کو صاف کرنے کا نام ہے اور نیکی وہ کھانا ہے جس میں وہ پڑتا ہے اور جس نے اعضاء کو قوت دے کر انسان کو اس قابل بنانا ہے کہ اس سے نیک اعمال صادر ہوں اور وہ بلند مراتب قربِ الٰہی کے حاصل کر سکے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲)

حزم و احتیاط کی ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:۔

"انسان اکیلی نماز زیادہ پڑھتا ہے جماعت کے ساتھ نماز گو چھوٹی اور مختصر ہی ہو مگر اس میں ثواب زیادہ ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ امام کے ماتحت اعمال میں کس قدر زیادتی ہوتی ہے۔ پس یہ ایک عظیم الشان نعمت ہے جو خدا نے ہم کو دی مگر اس انعام میں اُن الفاظ کو بھی یاد رکھو کہ "دین کو دُنیا پر مقدم کروں گا"۔ بڑی ذمہ داری کا وعدہ ہے۔ یہ وعدہ کسی عام انسان کے ہاتھ پر نہیں بلکہ امام کے ہاتھ پر۔ نہیں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے وعدہ کر کے خلاف کرنے والا منافق ہوتا ہے۔ پس ڈرنے اور رونے کا مقام ہے اور بڑے حزم و احتیاط کی ضرورت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کے انعام یاد کر کے مومن اس بات کو سوچے کہ ایک وقت آتا ہے وَاتَّقُوْا یَوْمًا ایک وقت آتا ہے کوئی دوست آشنا اپنا بیگانہ کچھ کام نہیں آتا دُنیا میں نمونہ موجود ہے انسان بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بھی اس کی بیماری کو نہیں ہٹا سکتے۔۔۔ اس لئے اُس دن کے لئے آج سے ہی تیار رہو۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل کو یاد کر کے محبتِ الٰہی کو زیادہ کرو اور غفلتوں اور کمزوریوں کو چھوڑ دو اور اپنے وعدوں پر لحاظ کرو کہ "دین کو دُنیا پر مقدم رکھیں گے"۔ رنج و راحت عسر و یسر میں قدم آگے بڑھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کریں گے۔ پھر کہتا ہوں کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ جو وعدوں کے خلاف کرتا ہے وہ منافق ہوتا ہے جھوٹ اور وعدوں کی خلاف ورزی کرتے کرتے انسان کا انجام نفاق سے مبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو اس سے بچائے اور صدق، اخلاص اور اعمالِ حسنہ کی توفیق دے۔ آمین"

(خطباتِ نور حصہ اوّل صفحہ ۱۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۱ر وفا ۱۳۵۶ ہش

۲۱ر جولائی ۱۹۷۷ء

اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانوں پر شکرگزاری کا طریق

اللہ تعالیٰ نے رب، الرحمٰن، الرحیم اور مٰلک یوم الدین ہونے کی وجہ سے اپنے بندوں پر جو بے اندازہ فضل کئے ہیں اور انہیں اپنی اَن گنت نعمتوں سے نوازا ہے انھیں اُس نے قرآن مجید میں بار بار یاد دلا کر انھیں ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس طرح یہ امر ان کے ذہن نشین کرایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ان فرائض کو کما حقہ ادا کر کے ہی اللہ تعالیٰ کے بے اندازہ افضال و انعامات پر اُس کے شکر کرنے والے قرار پا سکتے ہیں۔

رب کے معنے ہیں پیدا کر کے اپنی ہر مخلوق شے کو سنبھالنے اور اسے اُس کے درجہ کمال تک پہنچانے والا۔ الرحمٰن اُس ہستی کو کہتے ہیں جو بن مانگے اور بلا استحقاق ہر ضرورت کو پورا کرنے والی ہو۔ الرحیم سے مراد وہ ہستی ہے جو محنت اور کوشش کا پھل دینے اور نتیجہ مرتب کرنے والی ہو۔ اور مٰلک یوم الدین کے معنے ہیں اچھے اور بُرے اعمال کی جزا یا سزا کے دن کا مالک۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی ان چار بنیادی صفات کے نتیجہ میں نازل ہونے والے بے اندازہ فضلوں اور اَن گنت نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

"اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۚ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝"

(ابراہیم آیات ۳۳ تا ۳۵)

ترجمہ:۔ اللہ وہ ہستی ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اور بادلوں سے پانی اتار کر اس کے ذریعہ تمہارے لئے پھلوں (کی اقسام) سے رزق پیدا کیا ہے۔ اور اس نے کشتیوں کو (چلانے والی ہوا کو) بلا اجرت تمہاری خدمت پر لگایا ہوا ہے تاکہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلیں اور (اسی طرح) دریاؤں کو بھی اس نے بلا اجرت تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے اور سورج اور چاند کو بھی، وہ دونوں بلا وقفہ (اپنا مفوضہ) کام کر رہے ہیں اور اس نے رات اور دن کو بھی بلا اجرت تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے۔ اور جو کچھ بھی تم نے (اپنی جدوجہد کوشش اور دعاؤں کے ذریعہ) اس سے مانگا اس نے تم کو دیا ہے۔ اور اگر تم اللہ کے احسان گننے لگو تو ان کا شمار نہیں کر سکو گے انسان یقیناً بڑا ہی ظالم اور بڑا ہی ناشکر گزار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رب، رحمٰن، رحیم اور مٰلک یوم الدین ہونے کی حیثیت میں اپنے بندوں پر جو بے شمار فضل اور انعامات کئے ہیں اور جن نعمتوں سے انھیں نوازا ہے۔ ان آیات میں اُس نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان عظیم الشان فضلوں، انعاموں اور نعمتوں کے عطا ہونے پر بندوں کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ اُس کے شکر گزار بنیں اور اگر وہ اس کے شکر گزار نہیں بنیں گے تو وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے شمار ہوں گے۔ اب چونکہ اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں کا جو حدِ شمار سے باہر ہیں شکر ادا نہیں کرتے اسی لئے اُس نے ان آیات کے آخر میں فرمایا ہے کہ یقیناً انسان بڑا ہی ظالم اور بڑا ہی ناشکر گزار ہے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ان گنت احسانوں پر شکر گزاری کا طریق کیا ہے؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت کے تحت اس عالمین کو پیدا کر کے اور اس کرۂ ارض پر انسانوں کے زندہ رہنے کے اور پھر صفت رحیمیت کے تحت ان کے لئے محنت کے ذریعہ معاش حاصل کرنے اور آسائش بہم پہنچانے کے سامان کئے ہیں اور جس طرح وہ ان کی ربوبیت کرتا چلا آرہا ہے اسی طرح اُس نے انسان کی روحانی حیات اور دنیوی و اُخروی فلاح کے لئے قرآن مجید جیسی کامل و مکمل دائمی شریعت نازل کی ہے۔ شکر گزاری کے رنگ میں ان کا پہلا اور سب سے مقدم فرض یہ ہے کہ وہ اس شریعت پر ایمان لائیں اور اس پر کما حقہ عمل پیرا ہو کر دنیوی اور اُخروی فلاح سے ہمکنار ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ شکرگزاری کے اس سب سے پہلے اور مقدم طریق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

"یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۛ وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ۝" (ابراہیم آیت ۲۸)

ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں انھیں اللہ اس قائم رہنے والی بات (قرآن مجید) کے ذریعہ سے ورلی زندگی میں بھی ثبات بخشتا ہے اور آخرت کی زندگی میں بھی ثبات بخشے گا۔ اور ظالموں (یعنی ناشکری کرنے والوں) کو اللہ ہلاک کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے شکرگزاری کے طور پر مومنوں کو ان کے دو اہم فرض یاد دلائے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝" (ابراہیم آیت ۳۲)

ترجمہ: (اے رسول) میرے ان بندوں سے جو ایمان لا چکے ہیں کہہ کہ وہ اُس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ کوئی بیع (و شراء) ہوگی اور نہ ہی کوئی گہری دوستی، نماز کو عمدگی سے ادا کیا کریں اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے۔ اس میں سے پوشیدگی میں بھی اور ظاہر میں بھی ہماری راہ میں خرچ کیا کریں۔

ان جملہ آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رب، رحمٰن اور رحیم اور مٰلک یوم الدین ہونے کی حیثیت میں بندوں کی دنیوی اور اخروی فلاح کے جو سامان عالمین کے محکم و اتم نظام کے قیام اور شریعتِ حقہ کے نزول کے ذریعہ کئے ہیں اور انھیں اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اس کی شکرگزاری کے طور پر ان پر تین اہم فرض عائد ہوتے ہیں اوّل یہ کہ وہ شریعتِ حقہ پر ایمان لائیں دوم یہ کہ وہ قیامِ صلوٰۃ کی شکل میں اس شریعتِ حقہ پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں پر ایک انقلاب وارد کریں اور سوم یہ کہ وہ اپنے مالوں کو خدا تعالیٰ اور اس کے دین کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے چلے جائیں۔ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کے لاتعداد اور بے شمار احسانوں پر اس کی شکر گزاری کا حق ادا نہیں ہو سکتا اور وہ جزا سزا کے دن اس کی جناب میں سرخرو نہیں ہو سکتے۔ (باقی صفحہ ۵ پر)

قطعہ تاریخ وفات حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل

امیر جماعت احمدیہ قادیان

دلم زیں خبر صیدِ حسرت شدہ — وفاتِ بزرگِ نظارت شدہ
کہ آں مولوی عبدِ رحماں گزشت — وفاتش بہیں زامرِ قدرت شدہ
مدبر، فقیہہ، عالمے، فاضلے — بمرضیٔ حق سوئے جنت شدہ
دیارِ مسیحاش محبوب بود — ازاں قادیاں جائے رحلت شدہ
اخیر محرم سروشِ حزیں — بہ تشریحِ تاریخ فرقت شدہ
بگفتا۔ وداعِ محبِّ وطن — وصالِ امیرِ جماعت شدہ
۱۳۹۷ھ

شبِ بستم و بیست و یک جنوری — بخلدِ بریں با وفاحت شدہ
چو۔ دار الفنا فاضلِ مجد رفت — بباغِ بہشتی ودیعت شدہ
بدار الفنا مولوی رفت دور — ہمہ عمر وقفِ صداقت شدہ
۱۳۵۶ ہش
بہ سیفی ہدایت ز صبر و ثبات — باسلام ہم احمدیت شدہ

(سید محمد شاہ سیفی۔ از بیج بہارہ کشمیر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفاظت قرآن پر مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات

محترم مسعود احمد خان صاحب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ۔ ربوہ

(یہ مقالہ مجلس ارشاد مرکزیہ کے ایک اجلاس میں پڑھا گیا)

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (حجر) کے الٰہی وعدہ کے مطابق قرآن کریم کی حقانیت اور ہمارے سید و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کی کُل ادیان پر فضیلت کا ایک ایسا عظیم الشان معیار اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے کہ نہ صرف دوسری مذہبی کتابوں میں تحریف کے نمونہ پر قرآن کریم کے مختلف نسخے دنیا میں موجود نہیں بلکہ انسانی دست برد سے بچے رہنے کے سبب بحیثیت کلام اللہ ہمارے قرآن کریم کی تاثیرات میں بھی کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی جس کا اظہار ہر زمانہ میں صلحائے امت کے ذریعہ ہوتا رہا ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔ چنانچہ میں اس وقت اس ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو ان کی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ یعنی ہم نے بے شک اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ قرآن مجید کی حفاظت کا یہ بڑا زبردست ذریعہ ہے کہ اس کی تاثیرات کا ہمیشہ تازہ بتازہ ثبوت ملتا ہے۔" (الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

خدمت قرآن کا یہ اعزاز حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی حاصل ہے کہ آپ نے تاثیرات قرآنیہ سے اس کی الٰہی حفاظت پر ایسی حجت قائم فرمائی کہ مخالفین اسلام کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید میں تغیّر و تبدّل ہو جانے کے بعد بھی اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر تعلق باللہ کا وہ مقام حاصل کیا جا سکے جو کلام اللہ کا ہی اعجاز ہو سکتا ہے نہ کہ کسی بندے کے کلام کا۔ بایں ہمہ مستشرقین قرآن مجید میں تحریف کے امکانات ہی ڈھونڈ کر اپنے جی کو خوش کرتے ہیں۔ مستشرقین یہ تو نہیں کہتے کہ قرآن مجید میں وقتاً فوقتاً تحریف ہوتی رہتی ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا جو نسخہ اُمت کو دیا وہی قرآن مجید کی آخری شکل تھی جو کچھ تبدیلیاں اس میں ہوئی تھیں وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک ہی ہوتی رہیں۔ چنانچہ مسٹر مانٹگمری واٹ اسلامک سروے کے سلسلہ میں اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں۔

Whatever had been the form of The Quran kreviously, it is certain, The book still in our hand is essentially The uthmanic Quran. (Bell's Introduction to the Quran)

قرآن کریم کی پہلی شکل خواہ کچھ بھی رہی ہو یہ امر یقینی ہے کہ موجودہ قرآن جو ہمارے ہاتھوں میں ہے مصحف قرآنی ہی کا ہے۔"

قبل اس کے کہ ان اعتراضات پر غور کیا جائے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا آپ سے قبل کے جمع القرآن پر مستشرقین کرتے ہیں خود ان پر یہ سوال کیا جانا ضروری ہے کہ اگر قرآن مجید کی آخری شکل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں انجام پذیر ہوئی اور اس وقت تک اس میں سے کچھ عبارتیں نکالی جا چکی تھیں اور کچھ غیر الہامی عبارتیں شامل کر لی گئی تھیں تو یقیناً یہ فعل إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کی صریح خلاف ورزی تھا تو کس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو گوارا کر لیا تھا اور وہ بالکل خاموش رہے تھے خود مانٹگمری واٹ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن مجید کے متعلق صحابہ کس قدر حساس واقع ہوئے تھے:۔

"If any great changes by way of addition, suppression or alteration had been made, controversy would almost have arisen but of that there is little trace. (Bell's Introduction)

اب ذرا ان چند اعتراضات کو ملاحظہ فرمایئے جن سے مستشرقین تحریف فی القرآن کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا اس کا امکان ظاہر کرتے ہیں۔ پہلا اعتراض تو خود ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے بارے میں ہے کہ حضور قرآن کو بھول جایا کرتے تھے۔ اس لئے کچھ حصے قرآن مجید میں شامل ہونے سے رہ گئے۔ اس کے لئے مستشرقین نے خود قرآن مجید کی آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا (سورہ بقرہ) اور فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ (سورہ اعلیٰ) سے استدلال کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر بفرض محال کچھ آیات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھول گئے تھے تو اس کا بارِ ثبوت مستشرقین پر ہے کہ وہ آیات کونسی ہیں اور جب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کو بھول گئے تھے تو مستشرقین کو اُن کا پتہ کیسے چلا؟ مزید برآں ان آیات کا جن کا حوالہ مسٹر واٹ نے BELL'S INTRODUCTION میں دیا اور دوسرے مستشرقین بھی مختلف کتابوں میں دیتے رہے ہیں ہرگز وہ مطلب نہیں جو انہوں نے سمجھا۔ سورہ بقرہ کے حوالے میں تو آیت کا ذکر ہے جس کے معنی نشان کے ہوتے ہیں اور وہاں صاف مذکور ہے کہ اہل کتاب اس بات پر خوش نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا جاتا ہے:۔

مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○

اہل کتاب میں سے اور مشرکوں میں سے وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی خیر نازل کی جائے اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

اس کے بعد فرمایا:۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی آیت کو ہم پھر لے آتے ہیں۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک امر پر (جس کا وہ ارادہ کرے) قادر ہے۔

یہاں کہاں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی آیت کو بھول سکتے تھے یا اللہ تعالیٰ نے قرآن کے کسی حصہ کو ایک بار نازل کر کے منسوخ کر دیا تھا۔ یہاں تو صرف یہ بیان ہے کہ اگر ایک نشان بمصلحت کسی قانون قدرت کے تحت ٹل جاتا ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دین حق جھوٹا ثابت ہو گیا بلکہ اللہ تعالیٰ کوئی اور نشان اپنے دین کے لئے ظاہر کر دیتا ہے اور اگر کلام کے منسوخ ہونے یا بھولنے کا یہاں ذکر ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو اہل کتاب کی مناسبت سے توریت اور انجیل کی طرف اشارہ ہے جن کے ماننے والے ناخوش تھے کہ اُن کے ہوتے ہوئے دوسرا کلام کیوں نازل ہو اور اس طرح وہ منسوخ ہو جائیں۔

دوسری آیت سورہ اعلیٰ کی ہے:۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ

ہم تم کو پڑھائیں گے اور تم اس کو بھول نہ سکو گے سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کو نہ بھولنے کی ضمانت دی ہے۔ البتہ استثناء اس لئے بیان کیا کہ بھولنا ایک بشری تقاضا ہے اور بشری تقاضے اللہ تعالیٰ کے قانون کے ماتحت ہی ظاہر ہوتے ہیں۔

اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ
مَا يَخْفٰى ۝

بے شک اللہ تعالیٰ ہی ظاہر اور مخفی کو جانتا ہے۔

سب کچھ اسی کے علم کے مطابق ہوگا اس لئے امکان کا تدارک بھی کر دیا جائے گا۔

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝
فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ
الذِّكْرٰى ۝

ہم تمہارے لئے آسانیاں پیدا کر دیں گے۔ تم ہمارا ناصحانہ پیغام پہنچاتے جاؤ آخر کار نصیحت کارگر ہوگی۔

یعنی تم ہی کامیاب ہو گے اور ہمارے کلام کی تاثیرات کے نتیجہ میں ہدایت پھیل کر رہے گی کیونکہ اس کے محفوظ رہنے کے سارے انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں جیسے سورہ قیامہ میں فرمایا ہے۔

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ
قُرْاٰنَهٗ۔

اس کا جمع کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے اور اس کا دنیا کے سامنے سُنانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔

مانٹگمری واٹ نے خود "Bell's Introduction" میں صحیح بخاری کی ایک حدیث پیش کی ہے اور نتیجہ اپنے حق میں نکالنے کی کوشش کی حالانکہ وہ ہمارے حق میں جاتی ہے:۔

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سُنا تو فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت کرے بیشک اس نے فلاں سورۃ کی فلاں آیت جس کو میں بھول گیا تھا مجھ کو یاد دلا دی۔"

(بخاری کتاب الشہادۃ)

گویا نُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى کی عملی تفسیر ہمارے سامنے آگئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ناممکن ہو گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے کسی حصہ کو بھول جائیں اور امت ہمیشہ کے لئے اس سے محروم ہو جائے۔

یہ بھی جناب رسالتمآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپؐ کے ساتھ ظلّی طور پر آپؐ کی اُمّت کو بھی قرآن کو یاد رکھنے کی نعمت سے نوازا گیا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قرآن مجید کے حفّاظ کثرت سے موجود تھے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ مستشرقین قرآن مجید کے یاد کرنے کو بھی محلِ نظر گردانتے ہیں۔ حالانکہ کیا قرآن مجید کے حفّاظ اُن اقوام تک میں آج بھی نہیں پائے جاتے جنکی مادری زبان عربی نہیں ہے تو صحابہ کرامؓ کی زبان تو عربی تھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے آپ کو بھی آئندہ زمانوں تک قرآن مجید کو محفوظ حالت میں پہنچانے کے فرض میں ذمّہ دار سمجھتے تھے تو کیوں نہ وہ قرآن مجید کو یاد رکھنے میں غیر معمولی طور پر محتاط ہوں گے۔

نولڈکے اور شالی نے اپنی کتاب

GAS CHI CHITE
DES QURAN

میں تیس صفحات پر مشتمل ایسی حدیثیں نقل کی ہیں جن سے یہ نشاندہی ہوتی ہے کہ قرآن مجید کے بعض حصے صحابہ کرامؓ بھول گئے تھے۔ اُن کی پیش کردہ روایات اصول حدیث کے مطابق ناقابلِ قبول ہیں۔ ہر علم میں اہل فراست کے نزدیک ہر لکھی ہوئی بات ثقہ نہیں ہوتی جب تک اور شواہد بھی اس کا ساتھ نہ دیں۔ پس مستشرقین خواہ کوئی استدلال قائم کریں مسلمانوں کے لئے وہی حجت ہوگا جو صحابہ کرامؓ کی اُس احتیاط کے مطابق ہو جس کو انہوں نے حدیثوں کو روایت کرنے میں اختیار کیا۔ ورنہ اگر یورپین مصنفین اسلام کے بارے میں ہر رطب و یابس کو تیقن کی نگاہ سے دیکھیں گے تو علمی تحقیق میں امن ہی اُٹھ جائے گا اور کوئی مذہب یا کوئی نظریہ حتّٰی کہ کوئی فرد بھی یکطرفہ فیصلے کا شکار بننے سے مامون نہ رہ سکیگا۔

پس اگر روایات کو اصولِ حدیث کے مطابق پرکھا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں قرآن کو جمع کرتے وقت یہی طریق کار تھا کہ جو کچھ بھی وہ قرآن مجید کے حصے کے طور پر قبول کرتے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ثابت ہوتا کہ حضور پُرنورؐ کے عہد سعادت میں ہی وہ ضبطِ تحریر میں آچکا تھا اور ساتھ ہی کم از کم دو حفاظ بھی اس کی گواہی دیا کرتے تھے۔ (فتح الباری جلد ۹ ابن حجر عسقلانیؒ)

مانٹگمری واٹ اور ان کی قسم کے دوسرے مستشرقین اس بات کو صحیح نہیں مانتے کہ تمام قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی لکھا جا چکا تھا۔ مسٹر واٹ لکھتے ہیں:۔

"One would think that most of the material to be added might be as much again, and at the best perhaps 1/5 of the bulk of the suras."

ایک محقق یہ گمان کر سکتا ہے کہ جو حصے بعد میں تحریر کے ساتھ ملائے گئے وہ کُل سورتوں کا ۱/۵ حصہ ضرور تھے۔

اور اپنی بات کو بظاہر وقیع بنانے کے لئے وہ یہ بھی کہتے ہیں:۔

"The Modern Scholer will seek an answer first of all in the Quran itself and in a comparision in what he takes to be reliabily Known about the Prophet's life"

(Bell's Introduction to the Quran)

گویا وہ دنیا پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ تحریف فی القرآن میں خود قرآن مجید ان کی تائید کرتا ہے۔ حالانکہ یہ ہمارا دعویٰ ہے کہ اُن کو قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات سے ہرگز کوئی ثبوت ان کے اپنے حق میں نہیں مل سکتا۔ ہم کو بھی اس میں کوئی کلام نہیں بلکہ یہی وہ ذریعہ ہے جس کی وجہ سے ہم قرآن مجید کو ہر قسم کی تحریف سے پاک یقین کرتے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی اس کے لکھے جانے کی تلقین، تحریص اور تحدّی موجود ہے:۔

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ
شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِيْ صُحُفٍ
مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ
بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍۭ
بَرَرَةٍ ۝

یعنی یہ کلام تو ایک نصیحت کا کلام ہے جو عزت والے صحیفوں میں محفوظ ہے اور اس کو محفوظ کرنے والے ہاتھ بہت مکرم اور نیکوکار ہیں جو اس کو لکھنے میں ہرگز غلطی یا بددیانتی نہیں کر سکتے۔ وہ اس کو لے کر دُور دُور پھیل جائیں گے اور وہاں بھی یہ محفوظ ہی رہیں گے۔

(باقی)

زمانہ کے فسادات کا تدارک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم بوجہ اپنے ان کمالات کے جن میں سے کوئی دقیقہ خیر کا باقی نہیں رہا تھا ہر ایک زمانہ کے فساد کا کامل طور پر تدارک کرتا رہا۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۹)

اس زمانہ کے فسادات کا تدارک بھی بجز قرآن کریم ممکن نہیں۔ سب خیر اسی میں ہے اور سب شر اور فساد اس سے لاعلمی اور دُوری کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ جب آپ مجلس انصار اللہ کے امتحان میں شریک ہوتے ہیں تو گویا تدارک شر کی طرف آپ ایک قدم بڑھاتے ہیں۔ آئندہ امتحان انشاء اللہ العزیز ۲۸/۳۰ اخاء/اکتوبر کو ہوگا۔ نصاب یہ ہے:۔

ترجمہ پارہ ۱۸ نصف اول
کتاب "آسمانی فیصلہ" (دفتر سے طلب فرمائیں)
اذان کے بعد اور مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کی دعائیں۔

قائد تعلیم
مجلس انصار اللہ مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکنافِ عالم میں اشاعتِ اسلام کیلئے مخلصانہ پیشکش

ضلع تھرپارکر سندھ کے مجاہدین معاونین خصوصی جنہوں نے امسال تحریک جدید کے مالی جہاد میں اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک ہزار یا اس سے زائد رقم کی قربانی پیش کی ہے ان کی تازہ فہرست بغرض دعا شائع کی جاتی ہے
اللہ تعالیٰ انہیں دینی اور دنیوی نعمتوں سے نوازے۔ سب کے لئے دعا کی درخواست ہے:-

(۱)	مکرم چوہدری فضل احمد صاحب	فضل آباد ضلع تھرپارکر	۱۰۲۵/- روپے
(۲)	" حسن محمد صاحب	لطیف نگر "	۱۰۰۰/- "
(۳)	" منصور احمد صاحب کاہلوں	محمد آباد "	۱۰۲۰/- "
(۴)	" منیر احمد صاحب کاہلوں	"	۱۰۳۰/- "
(۵)	" محمد علی صاحب مینیجر	ناصر آباد اسٹیٹ "	۱۰۰۰/- "
(۶)	" احسان اللہ صاحب	نبی سرروڈ "	۳۰۰۰/- "
(۷)	" منیر احمد صاحب	نصرت آباد "	۴۰۲۰/- "
(۸)	" مبارک احمد صاحب	"	۱۰۵۰/- "
(۹)	" فضل احمد صاحب	"	۱۰۰۵/- "
(۱۰)	" محمود احمد صاحب	"	۱۰۰۰/- "

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

انتخاب ناظمین اضلاع

چونکہ سہ سالہ انتخاب کی میعاد گزر چکی ہے اور نئے انتخابات کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا امراء اضلاع جلد از جلد ناظمین اضلاع کا انتخاب کرانے کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائیں۔ اس کے متعلق قبل ازیں بذریعہ خطوط اطلاعات بھجوائی جا چکی ہیں۔ اور ہر ضلع کے زعماء کی فہرستیں بھی ارسال کر دی گئی ہیں۔ معہ ان کے پتہ جات کے۔ آپ سے فوری تعاون کی درخواست ہے۔

(قائد عمومی)

مالی قربانی اور انصار اللہ احباب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:- ؎
"خدمتِ دیں کو اک فضلِ الٰہی جانو"

میرے محترم بھائیو! انصار اللہ کے مالی سال کا نصف حصہ گزر چکا ہے۔ خدمت دین کے لئے اس زمانہ میں اموال کی بھی ضرورت ہے۔ اگر آپ کسی وجہ سے ابھی تک اپنا تدریجی بجٹ پورا نہیں کر سکے تو براہ کرم کم از کم اپنے سالانہ بجٹ کا نصف حصہ اپنے زعیم صاحب کو ادا فرما کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء!

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

وصیت

مسل ۲۳۲۱۸: میں امتہ الناصر نصرت بنت سید میر داؤد احمد صاحب قوم سید پیشہ طالب علم عمر ۱۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۶/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی وزنی ۲ ماشہ مالیتی ۲۶۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ ہے میں تاحیات اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ: امتہ الناصر نصرت بنت سید داؤد احمد صاحب دار الصدر ربوہ۔ گواہ شد: سید تیمور سلیمان ولد سید داؤد احمد صاحب حلقہ مسجد مبارک ربوہ۔ گواہ شد: سید قاسم احمد ابن سید مظفر شاہ صاحب

"اداریہ" صفحہ ۲ سے آگے

اگر وہ اس رنگ میں شکرگزاری کا حق ادا نہیں کریں گے تو وہ بڑے ہی ناشکرگزار اور ظالم قرار پائیں گے اور یُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ کی وعید ان کے حق میں پوری ہوئے بغیر نہ رہے گی اور وہ سخت گھاٹا پانے والوں میں جا شامل ہوں گے۔

"شعب ابی طالب"

خدام کے لئے مقابلہ مضمون نویسی بعنوان "سوانح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (شعب ابی طالب)" کی آخری تاریخ ۳۱ر جولائی ۱۹۷۷ء ہے۔ تمام اہل قلم خدام کی خدمت میں التماس ہے کہ اس مقابلہ میں شریک ہو کر اپنا مقالہ قبل از وقت مرکز میں ارسال فرمائیں۔

(مہتمم تعلیم)

اعلان دار القضاء

مکرم محمد امین صاحب چک ۱۸۰ ر ب بہوڑو ضلع شیخوپورہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم چوہدری عبد القادر صاحب وفات پا چکے ہیں۔ قطعہ ۱۹/۵ واقعہ محلہ باب الابواب ربوہ مشترکہ طور پر چوہدری محمد صادق صاحب اور والد صاحب مرحوم کے نام الاٹ ہے۔ قطعہ مذکورہ بالا میں سے والد صاحب مرحوم نے اپنا حصہ زمین چوہدری محمد صادق صاحب ولد چوہدری محمد اسماعیل صاحب چک ۱۸۰ ر ب کو دے دیا تھا لیکن اس سے قبل کہ والد صاحب مرحوم اپنا حصہ چوہدری محمد صادق کے نام منتقل کرواتے والد صاحب وفات پا گئے۔ میرے علاوہ مرحوم کے دیگر وارثان کو بھی والد صاحب مرحوم کے حصہ زمین چوہدری محمد صادق صاحب کے نام منتقل کئے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ پلاٹ ۱۹/۵ میں سے والد صاحب مرحوم کا حصہ چوہدری محمد صادق صاحب کے نام منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرما دیں۔
اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جاوے۔

(ناظم دار القضاء ربوہ)

دعائے مغفرت

مکرم و محترم سردار دوست محمد صاحب چغتائی آف پٹھانہ تیر حال کوٹلی آزاد کشمیر مورخہ ۸ جولائی بروز جمعہ صبح سوا چار بجے حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!
مرحوم موصی تھے بعض وجوہات کی بنا پر جنازہ ربوہ نہ لے جایا گیا۔
مرحوم جون ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے اور ۸ر جولائی ۱۹۷۷ء میں ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ ۱۹۱۸ء میں فوج کی ملازمت سے ڈسچارج ہونے کے بعد میاں محمد موسیٰ صاحب کے ہاں ملازم ہو گئے اور ان کے ذریعہ سے احمدیت میں داخل ہوئے۔
مرحوم متقی، پرہیزگار، دعا گو، مخیر، صوم و صلوٰۃ کے پابند، غریب پرور، مخلص انسان اور با اثر شخصیت تھے وصیت بھی کی ہوئی تھی۔ آپ نے بیوہ کے علاوہ آٹھ لڑکے ۴۳ پوتے اور پوتیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ ساڑھے چھ بجے خاکسار نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

(مقبول حسین ضیاء مربی سلسلہ کوٹلی آزاد کشمیر)

درخواست دعا

مکرم بشیر الدین صاحب بلاک لیڈر صدر بلاک مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کی والدہ صاحبہ اور ان کے بڑے بھائی مکرم نصیر الدین صاحب ایک حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے ہیں احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل شفا عطا فرمائے اور صحت والی لمبی زندگی سے نوازے۔ آمین

(خواجہ عبد المومن قائم مقام مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ)

قائدین کرام چندوں کی تدریجی وصولی کیلئے فوری کوشش فرمائیں! (خدام الاحمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بارھویں فضلِ عمر درس القرآن کلاس کی اختتامی تقریب

ربوہ میں بارھویں فضلِ عمر درس القرآن کلاس جو ۲۷ جون کو شروع ہوئی تھی ۱۱ ر جولائی کو بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ۔ ۱۰ ر جولائی کو مسجد اقصیٰ ربوہ میں تمام طلباء کا امتحان لیا گیا۔ اسی طرح مسجد مبارک میں تمام طالبات امتحان میں شریک ہوئیں۔ امتحان کے تین معیار مقرر کئے گئے تھے گزشتہ سال اس کلاس میں ۱۰۷۶ طلباء و طالبات شریک ہوئے اور امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۱۰۴ طلبا و طالبات نے شرکت کی۔

اس کلاس کی ایک رپورٹ الفضل مورخہ ۵ ر جولائی میں شائع ہو چکی ہے اسی طرح طالبات کی رپورٹ الفضل ۱۲ جولائی اور ۱۹ ر جولائی میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۱ ر جولائی کو اختتامی کارروائی کا اجلاس ۱۰ بجے شروع ہوا محترم امیر صاحب مقامی کے ارشاد پر محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن) نے صدارتی فرائض سرانجام دیئے۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مرزا منیر احمد صاحب آف ربوہ نے کی نظم محترم منور احمد صاحب شمیم ربوہ نے خوش الحانی سے پڑھی اس کے بعد تقسیم انعامات کی کارروائی ہوئی۔ اس کلاس میں کامیاب ہونے والے طلباء میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے انعامات تقسیم کئے ہر سہ معیاروں میں مندرجہ ذیل طلباء اوّل، دوم اور سوم قرار دیئے گئے۔

معیار اوّل:۔

اوّل۔ مکرم منور احمد صاحب رولنمبر ۵۳۴ ربوہ ۹۶/۱۰۰
دوم۔ " فہیم احمد صاحب " ۴۲۲ " ۹۱
سوم۔ " منیر احمد صاحب منیر " ۴۷۳ " ۹۰

معیار دوم:۔

اوّل۔ مکرم مبشر محمود احمد صاحب۔ رولنمبر ۵۵۹ ربوہ ۹۵/۱۰۰
دوم۔ " شمس الحق صاحب طیب " ۵۴۳ " ۹۲
سوم۔ " محمد یعقوب صاحب " ۲۶۰ بہاولپور ۹۱

معیار سوم:۔

اوّل۔ مکرم محمد ادریس مبارک صاحب عفار رولنمبر ۱۲۸ اسلام آباد ۹۹/۱۰۰
دوم۔ " عبدالقادر صاحب " ۵۴ " ۹۶
سوم۔ " لیاقت علی صاحب " ۵۱۹ ربوہ ۹۵

دورانِ تعلیم ہر طالب علم کو تقریروں کے نوٹس لکھنے کے لئے ایک ایک کاپی دی گئی تھی حساب مکمل ہونے پر ۵۰ کاپیاں انچارج صاحب کلاس کی خدمت میں پیش کر دی گئیں انہوں نے حسب ذیل طلباء کو انعام کا مستحق قرار دیا:۔

اوّل مکرم منور احمد صاحب ربوہ رولنمبر ۵۳۴
دوم۔ " منصور احمد صاحب منہاس بالیر کراچی " ۱۳۷
سوم۔ " عبدالرحمٰن صاحب منہاس " ۱۳۶

تقسیم انعامات کے بعد محترم شیخ صاحب موصوف نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کلاس کے کامیاب انعقاد اور اس کے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا اور پھر ان بزرگ اصحاب اور اداروں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے کلاس کے انعقاد کے سلسلہ میں خاص تعاون فرمایا۔ آپ نے فرمایا ہر سال حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب مرحوم اس کلاس کے انتظامات بڑی توجہ اور انہماک کے ساتھ احسن طور پر فرمایا کرتے تھے انہی کے نقشِ قدم پر چلتے اور ان کی سابقہ ہدایات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امسال بھی انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اس ضمن میں حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ خاص شکریہ کی مستحق ہیں۔ آپ نے مستورات کی شمولیت سے متعلق انتظامات کے بارہ میں خاص توجہ اور انہماک کا مظاہرہ فرمایا اور ہر امر میں نظارت اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن) کی بروقت رہنمائی فرمائی اور ہر ممکن سہولت بہم پہنچانے میں خاص تعاون فرمایا۔ اسی طرح محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ، محترم ناظر صاحب ضیافت، ادارۂ الفضل، کلاس کے منتظمین اور اساتذہ کرام بھی خاص شکریہ کے مستحق ہیں نظارت کو ان سب کا خصوصی تعاون حاصل رہا اور ان سب کی اعانت سے ہی کلاس بخیر و خوبی انعقاد پذیر ہوئی اور حسب پروگرام دو ہفتہ جاری رہ کر بہت کامیابی کے ساتھ آج اختتام پذیر ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہی احسن جزاء دے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔

بعدہٗ محترم شیخ صاحب موصوف نے سورۃ النّٰزعٰت کی دو آیات وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ سے استدلال کرتے ہوئے طلبہ کو دینی علوم بہت توجہ اور انہماک سے حاصل کرنے اور پھر خدا تعالیٰ کے ساتھ پختہ تعلق استوار کر کے ایک کامیاب مبلغ کی حیثیت سے غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں بھرپور حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔

آپ نے فرمایا قرآن مجید کی ان آیات میں ترقی کرنے والی قوموں کی دو صفات بیان کی گئی ہیں پہلی صفت یہ ہے کہ وہ جس مقصد کے حصول کو اپنا مطمح نظر بناتی ہیں وہ اسے حاصل کرنے میں اپنی جد و جہد اور کوشش کو انتہا تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتیں۔ ان کے انہماک کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ گویا ہر وقت اسی میں مستغرق رہتی ہیں۔ پھر وہ اپنی کوششوں پر بھروسہ نہیں کرتیں بلکہ ان کا بھروسہ خدا پر ہوتا ہے وہ اسی سے پختہ تعلق استوار کرنے اور اپنی کامیابی کے لئے دعا کرنے میں لگی رہتی ہیں کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ کامیابی خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا آپ سب کو معلوم ہے کہ احمدی ہونے کی حیثیت میں ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم نے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنا ہے۔ یہ بہت ہی عظیم اور مشکل کام ہے۔ آپ وہ بچے اور وہ نوجوان نسل ہیں جس نے غلبۂ اسلام کی مہم میں بھرپور حصہ لینا ہے۔ آپ بھرپور حصہ اس وقت تک نہیں لے سکتے جب تک کہ آپ پوری محنت، لگن، توجہ، انہماک سے قرآنی علوم حاصل نہ کریں اور دنیا میں ان علوم کو پھیلانے اور عام کرنے کا جنون آپ میں پیدا نہ ہو۔ اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے آپ پر دو اہم فرض عائد ہوتے ہیں۔

اوّل یہ کہ آپ قرآنی علوم سیکھنے میں پوری محنت لگن اور توجہ و انہماک کا مظاہرہ کریں۔

دوم یہ کہ آپ خدا تعالیٰ کے ساتھ پختہ تعلق استوار کریں اور غلبۂ اسلام کے مقصد میں کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنے کو اپنی عادت بنا لیں۔

غلبۂ اسلام کی مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو تحریکات جاری فرمائی ہیں فضلِ عمر درس القرآن کلاس کا انعقاد بھی دراصل انہی کی ایک کڑی ہے اور اس کے انعقاد کی غرض یہ ہے کہ آپ میں قرآنی علوم سیکھنے کا شغف پیدا کر کے آپ کو اس قابل بنایا جائے کہ آپ غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں بھرپور حصہ لے سکیں۔ پس آپ کمال درجہ انہماک اور استغراق سے قرآنی علوم سیکھنے کے ساتھ ساتھ یہ امر کبھی فراموش نہ ہونے دیں کہ آپ میں سے ہر ایک نے غلبۂ اسلام کی مہم میں بشاشت کے ساتھ حصہ لینا ہے اور آپ میں سے ہر ایک نے اسلام کا ایک کامیاب مبلغ بننا ہے۔ آپ میں سے ہر ایک نے اپنے آپکو ایسا بنانا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر نکل کھڑا ہو اور اس وقت تک چین نہ لے جب تک کہ اس جھنڈے کو دنیا کے ہر خطے اور ہر علاقے میں انتہائی بلندی پر گاڑ نہ دے۔ یہ جبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے غلبۂ اسلام کی مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے جو سکیمیں اور تحریکیں جاری فرمائی ہیں یا آئندہ جو نئی سکیمیں اور تحریکیں جاری فرمائیں آپ ان میں والہانہ جذبہ و جوش کے ساتھ حصہ لیں اور لیتے چلے جائیں۔ کمال توجہ اور انہماک سے قرآنی علوم سیکھیں اور انہیں دنیا میں پھیلانے کے لئے نکل کھڑے ہوں۔

آپ نے آخر میں فرمایا کہ اس وقت آپ تمام طلبا اپنے گھروں کو واپس جائیں گے مسافر کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اس لئے آپ اپنا سفر دعاؤں اور تسبیح و تحمید میں گزاریں اور خاص طور پر اسلام کے غلبہ کے لئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر کے دعا کریں۔ آخر میں آپ نے دعا کرائی اور اس طرح یہ کلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی الحمد للہ۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ۱۰ ر جولائی ۱۹۷۷ء کو نمازِ مغرب کے بعد محترم چوہدری حمید اللہ صاحب ناظر ضیافت نے دارالضیافت میں کلاس میں آئے ہوئے تمام طلباء کے لئے ویسے پہلے یہ دعوت کا اہتمام کیا۔ اس دعوت میں طلباء کے علاوہ بزرگانِ سلسلہ اور اساتذہ کرام نیز کلاس منتظمین نے بھی شرکت کی۔

نوٹ:۔ تمام طلباء و طالبات جنہوں نے اس درس القرآن کلاس کے امتحان میں شرکت کی ان کا نتیجہ انشاء اللہ کسی قریبی اشاعت میں ہدیۂ قارئین کیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔